تفسیرِ کبیر

مُصنّفہ

حضرت مرزا بشیر الدّین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود
رضی اللہ عنہ

جلد چہارم

مشتمل بر

نظارت نشر و اشاعت قادیان

الفہرست

نوٹ:۔ تفسیر کبیر کا یہ حصہ پہلی بار ۱۹۴۰ء میں قادیان سے سورۃ یونس کے ساتھ طبع ہوا تھا۔

جُرُزًا ۝ اَمْ حَسِبْتَ تَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا

جو کچھ اس (زمین) پر (موجود) ہے اسے ہم یقیناً (ایک دن شاکر) ویران سطح بنا دینگے ۶ کیا تو سمجھتا ہے کہ

اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا

کہف اور رقیم والے (لوگ) ہمارے نشانوں میں سے کوئی اچنبھا (نشان) تھے (جن کی نظیر پھر کبھی نہ پائی جاسکتی ہو)

۶ حل لغات

صَعِيْدًا صَعِيْدًا:- صعید کے معنے ہیں التراب۔ مٹی۔ وقیل وجہ الارض ترابًا کان او غیرہ:- زمین کی سطح خواہ مٹی کی ہو یا کسی اور چیز کی۔ المرتفع من الارض۔ بلند زمین۔ وقیل ھو ما لم یخالطہ رمل ولا سبخۃ اور بعض نے صعید اُس مٹی کو قرار دیا ہے جس میں ریت اور کلّر نہ ہو۔ الطریق رستہ۔ القبر۔ قبر (اقرب) کہتے ہیں صارت الحدیقۃ صعیدًا۔ باغ چٹیل میدان ہو گیا یعنی اس میں کھیتی نہ رہی (تاج)

جُرُزًا جُرُزًا:- جرزہ (یجرُزُ) کے معنے ہیں قطعہ سے کاٹا۔ جرز النھارُ زیدًا:- اجتاحہٗ۔ زمانے نے اس کو تباہ کر دیا۔ ارضٌ جَرَزٌ و جُرُزٌ کے معنی ہیں التی لا تنبت او اکل نباتھا او قُطِع وہ زمین جس میں کوئی چیز نہ اُگے۔ یا اسکی نباتات کاٹ کر استعمال کر لی گئی ہو۔ اور پھر وہ چٹیل رہ جائے (اقرب) نیز صعیدٌ جُرُزٌ کے معنے ہیں ای منقطع النبات چٹیل میدان جس میں کوئی سبزی نہ ہو (مفردات)

تفسیر۔ فرمایا وہ دنیا کا سامان تو ایک عارضی چیز اور عارضی سامان ہے حقیقی نہیں۔ صرف قومی مقابلہ کا ایک ذریعہ خدا تعالیٰ نے بنایا ہے تا بنی نوع انسان کی خدمت کر کے ثواب حاصل کریں۔ لیکن مسیحی لوگ اس غرض کو پوری نہ کرینگے خدا کے پیدا کئے ہوئے سامانوں کی جستجو تو کریں گے لیکن ان کو حسن عمل کا ذریعہ نہ بنائیں گے۔ اور لڑائی جھگڑے کا ذریعہ بنالینگے پس چونکہ جاء المقصد تو ان اشیاء کے پیدا کرنے سے دُنیا کو زینت دینا ہے چونکہ وہ مقصد انکی تحقیقاتوں اور ایجادوں سے پورا نہ ہوگا ہم ان کے کام کو مٹا دیں گے غرض اس جگہ سب دُنیا کی تباہی مراد نہیں بلکہ ان کاموں کی تباہی مراد ہے جو اللہ کا بیٹا بنانے والی قوم کرے گی۔

اس آیت کے الفاظ میں نہایت لطیف طور پر ایک تمثیل کی طرف جو اس سورۃ میں آگے چل کر بیان ہوئی ہے اشارہ فرمایا گیا ہے اور وہ اشارہ صَعِيْدًا جُرُزًا کے الفاظ میں ہے۔

صعید کے معنے اس زمین کے ہوتے ہیں جس میں سے درخت وغیرہ کٹ جائیں۔ چنانچہ عربی کا محاورہ ہے صارت الحدیقۃ صعیدًا (تاج) باغ اُجڑ گیا اس کے درخت فنا ہوگئے۔ اور جُرُز کے معنے بھی اس زمین کے ہوتے ہیں جس کی سبزی تباہ ہوگئی ہو آگے چل کر جہاں دو باغوں کی تمثیل دی گئی ہے (کہف ع ۵) وہاں بھی متکبر باغوں والے کو اس کا نامح بھائی کہتا ہے کہ تو تکبر نہ کر ایسا نہ ہو کہ آسمانی عذاب نازل ہو کر تیرے باغوں کو صعیدًا زلقًا بنا دے۔ صعیدًا کا لفظ تو وہی ہے جو یہاں استعمال ہوا ہے۔ جُرُزًا کی جگہ وہاں زلقًا کا لفظ رکھا گیا ہے اور اس کے معنے بھی یہی ہیں کہ جہاں کوئی کھیتی نہ ہو۔ عرب کہتے ہیں ارض زلقٌ ایسی زمین جس پر کوئی کھیتی نہ ہو پس اس آیت سے اس طرف اشارہ ہے کہ آگے جو تمثیل بیان کی گئی ہے مسیحی قوم بھی اس میں شامل ہے اور اللہ تعالےٰ ان کے لگائے ہوئے باغوں کو تباہ کرے گا۔

عَجَبًا ○ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ

۸ہ جب وہ (چند) نوجوان وسیع غار میں پناہ گزین ہوئے اور (دعا کرتے ہوئے) انہوں نے کہا

اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ○ ۱۰

(کہ) اے ہمارے رب ہمیں اپنے حضور سے (خاص) رحمت عطا کر۔ اور ہمارے لئے ہمارے (اس) معاملہ میں درستی کا سامان کر ۱۲

فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ○

جس پر ہم نے اس وسیع غار میں چند گنتی کے سالوں کے لئے انہیں (بیرونی حالات کے) سننے سے محروم کر دیا ۹ہ

۷ہ **حل لغات**۔ الکھف۔ کالبیت المنقور فی الجبل گھر کی شکل پر پہاڑ میں کھود کر بنایا ہوا مکان۔ اس کی جمع کھوف آتی ہے۔ غار اور کہف میں یہ فرق ہے کہ کہف وسیع ہوتی ہے اور غار تنگ۔ الکھف ایضًا الوزر۔ حفاظت کی جگہ۔ الملجاء۔ پناہ کی جگہ۔ (اقرب)

رقیم۔ رقم (یرقم رقما) کے معنے ہیں کتبہٗ اس کو لکھا۔ رقم الکتاب اعجمه وبیّنهٗ کسی کتاب یا خط کے الفاظ کو واضح طور پر لکھا۔ رقم الثوب: خطّطهٗ واعلمه۔ اس پر لکیریں ڈالیں اور نشاندار کیا۔ کسی چیز پر تصویر بنانا۔ لکھنا۔ نقش بنانا۔

الرقیم:۔ الکتاب۔ المرقوم۔ لکھی ہوئی چیز اصحاب الرقیم کے معنے ہونگے نقش یا تصویریں بنانے والے لوگ۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ پتھر یا لوہے پر کھودنے والے لوگ۔ تو اس لحاظ سے یہ معنی ہونگے کہ پتھروں پر یا کاغذوں پر لکھنے والے یا نقش ونگار کرنے والے یا تصویریں بنانیوالے یا کھودنے والے۔ رقیم بمعنے مرقوم بھی ہو سکتا ہے اس لحاظ سے اصحاب الرقیم کے معنے ہونگے جن کے پاس لکھی ہوئی چیزیں ہوں۔ جیسے کتابیں یا سامان جن پر نام لکھا ہوا ہو یا کتبوں والے وغیرہ وغیرہ۔

العجب (۱) جب کوئی ایسا امر پیش آئے کہ اس کے ملنے میں طبیعت کو انقباض اور انکار ہو۔ تو اس انکار کی حالت کو عجب کہتے ہیں (۲) پیش آمدہ امر کے پسند کرنے کو بھی عجب کہتے ہیں۔ (۳) اس حالت رعب کو بھی عجب کہتے ہیں جو انسان پر کسی چیز کو بہت ہی بڑا سمجھنے کے وقت طاری ہوتی ہے (اقرب) تفصیل کے لئے دیکھو سورہ یونس ۳ہ

تفسیر۔ کیا عجیب ہے بلکہ رونے کا مقام ہے کہ خدا تعالیٰ تو کہتا ہے کہ اصحاب کہف کوئی عجوبہ چیز نہ تھے بلکہ اور آیتوں کی طرح یہ بھی ایک آیت ہی تھے۔ مگر ہمارے مسلمان اس کو ایک عجوبہ بنا رہے ہیں۔ (اصحاب کہف کی تفصیل کے لئے دیکھو اگلی آیات)

آوٰی ۸ہ **حل لغات**۔ آوٰی الیٰ منزله ومنزلهٗ کے معنے ہیں نزل به لیلًا او نهارًا وہ اپنے مقام میں رات کو یا دن کو اترا۔ (اقرب)

الفتیة الفتیة: الفتٰی کی جمع ہے اور الفتٰی کے معنے ہیں الشاب الحدث۔ نوجوان۔ السخی الکریم۔ فیاض اور سخی (اقرب)

الرحمة الرّحمة: رقّة القلب والانعطاف یقتضی التفضّل والاحسان۔ والمغفرة: رقّتِ قلب جو ترس احسان اور بخشش کی مقتضی ہوتی ہے۔ نیز رحمت کے معنے مغفرت کے بھی ہوتے ہیں (اقرب)

الرقیم **تفسیر**۔ رشد کے معنی ہدایت کے ہیں مگر رشد زیادہ تر دینی امور میں اور رُشد دینی اور دنیوی امور کی ہدایت کے لئے آتا ہے۔ پس دعا کا مطلب یہ ہوا کہ اے اللہ ہمارے لئے اس معاملہ میں آزادی اور کامیابی کا رستہ نکال۔

ضرب علی اذنه ۹ہ **حل لغات**۔ ضرب علی اذنه: منع ان یسمع اس کو سننے سے روک دیا۔ (اقرب)

تفسیر۔ ضربنا علیٰ اٰذانهم کے معنے ہیں ہم نے ان کو سننے سے روک دیا۔ یعنی کچھ سال تک ان کو کہف میں رکھ کر باقی لوگوں کے حال سے ناواقف رکھا۔ ان کو معلوم نہ ہوتا تھا کہ زمانہ کا کیا حال ہے۔ (اصحاب کہف کون تھے اس کے لئے دیکھو اگلی آیت)

ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا

پھر ہم نے انہیں اٹھایا تاکہ ہم جان لیں کہ جتنی مدت وہ (وہاں) ٹھہرے رہے تھے اسے دو گروہوں میں سے

ع ۱۲ لَبِثُوْۤا اَمَدًا ۟ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ

زیادہ محفوظ رکھنے والا کونسا گروہ ہے۔ [1] ہم انکی اہم خبر بالکل صحیح طور پر تیرے پاس بیان کرتے ہیں۔

بعثنا [1] حل لغات۔ بَعَثْنَا: بَعَثَ سے جمع متکلم کا صیغہ ہے۔ اور بَعَثَ کے لئے دیکھو حجر ع۳۷

اَلْحِزْبَيْنِ: اَلْحِزْب سے تثنیہ کا صیغہ ہے اور اَلْحِزْب کے لئے دیکھو رعد ع۳۷

الامد اَلْاَمَدُ کے معنے ہیں اَلْغَايَةُ الْمَدٰى۔ آخری حد غایت و انتہا۔ اَلْاَمَدُ وَالْاَبَدُ يَتَقَارَبَانِ لٰكِنِ الْاَبَدُ عِبَارَةٌ عَنْ مُدَّةِ الزَّمَانِ الَّتِيْ لَيْسَ لَهَا حَدٌّ مَحْدُوْدٌ وَلَا يَتَقَيَّدُ۔ وَالْاَمَدُ مُدَّةٌ لَهَا حَدٌّ مَجْهُوْلٌ۔ اَمَد اور

[2] اصحاب کہف کے حالات

اَبَد تقریباً ایک جیسے ہی معنے رکھتے ہیں لیکن ابد اس زمانہ کو کہتے ہیں جو غیر محدود ہو۔ اور اَمَد اس مدت کو کہتے ہیں جس کی انتہاء معلوم نہ ہو وَالْفَرْقُ بَيْنَ الزَّمَانِ وَالْاَمَدِ۔ اَنَّ الْاَمَدَ يُقَالُ بِاِعْتِبَارِ الْغَايَةِ وَالزَّمَانُ عَامٌّ فِي الْمَبْدَءِ وَالْغَايَةِ۔ وَ لِذٰلِكَ قَالَ بَعْضُهُمْ اَلْمَدٰى وَالْاَمَدُ يَتَقَارَبَانِ۔ اور زمان اور امد کے لفظ کے درمیان یہ فرق ہے کہ امد کا لفظ انتہاء کا اعتبار کرتے ہوئے بولا جاتا ہے اور زمانہ عام ہے۔ وہ مبدء پر بھی اور انتہاء پر بھی بولا جاتا ہے اس فرق کے پیش نظر بعض نے مدیٰ اور امد کو متقارب المعنی قرار دیا ہے۔ (مفردات)

[3] اصحاب کہف کہاں تھے

تفسیر۔ اصحاب کہف کون تھے؟ کہاں تھے اور ان کے حالات کیا ہیں؟ یہ ایک نہایت اہم سوال ہے جو صدیوں سے مفسرین کے دلوں میں ہیجان پیدا کرتا چلا آیا ہے۔

میں اس سوال کو حل کرنے کے لئے سب سے پہلے بعض روایات بیان کرتا ہوں جو اصحاب کہف کے متعلق پرانے مفسروں نے بیان کی ہیں۔

(۱) مشہور مؤرخ ابن اسحاق اور بعض دوسرے مصنفوں نے یہ لکھا ہے کہ جب مسیحیوں میں شرک پیدا ہوگیا۔ بتوں کی پوجا اور ان کے لئے قربانی شروع ہوگئی تو ان میں سے کچھ لوگوں کو جو موحد تھے۔ یہ امر بُرا لگا اس زمانہ میں دقیانوس نامی مسیحی بادشاہ تھا۔ بعض روایات میں اس کا نام دقیوس آیا ہے۔ یہ بادشاہ موحد نصاریٰ کو قتل کرتا تھا۔ انہی ایام میں موحد نصاریٰ میں سے کچھ امراء نوجوانوں کو، جو افیوس یا بعض روایات میں لکھا ہے کہ طرسوس کے رہنے والے تھے شاہی سپاہیوں نے پکڑ لیا اور بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ اس نے انہیں بتوں کو سجدہ نہ کرنے پر ڈانٹا مگر وہ توحید پر قائم رہے۔ اس پر بادشاہ نے انکو کچھ مہلت دی کہ اس عرصہ میں سوچ لو۔ انہوں نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا اور وہاں سے بھاگ کر ایک غار میں چھپ گئے جس کا نام منجلوس تھا۔ باقی تو عبادت میں مشغول ہوگئے اور اپنے میں سے ایک کو جس کا نام یملیخا تھا۔ سودا سلف لانے پر مقرر کر دیا۔ وہ بھیس بدل کر شہر میں جاتا اور سودا لے آتا۔ ایک دن اسے معلوم ہوا کہ بادشاہ جو باہر کسی مہم پر گیا ہوا تھا واپس آگیا ہے اور اس نے ان نوجوانوں کو پھر طلب کیا ہے۔ وہ روتا ہوا آیا اور سب کو اس کی خبر دی۔ انہوں نے خوب رو رو کر دعائیں کرنی شروع کیں۔ جب دعائیں ختم ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے

ان کو سُلا دیا۔ ان کا سامان ان کے سرہانے پڑا تھا اور کتّا دہلیز پر تھا۔ بادشاہ نے ان کا پتہ لے کر ان کا پیچھا کیا۔ مگر جب غار میں بعض لوگوں کو بھیجا تو کوئی غار میں نہ جا سکا۔ اس پر ایک مصاحب نے کہا کہ اے بادشاہ آپکی غرض ان کو مارنا ہی تو ہے۔ آپ اس غار کے دروازہ پر دیوار کھنچوا دیں آپ ہی بھوک کے پیاسے مر جائیں گے۔ بادشاہ نے اسکے مشورہ کے مطابق دیوار کھنچوا دی۔ اس کے بعد وہ کچھ گذرا جو اللہ تعالیٰ نے اگلی آیات میں بیان فرمایا ہے۔ (روح المعانی جلد ۱۵ بحوالہ ابن اسحاق)۔

(۲) بعض نے لکھا ہے کہ حضرت مسیحؑ کے ایک حواری تھے وہ سفر کرتے ہوئے ایک ایسے شہر میں پہنچے جس کا بادشاہ بُت پرست تھا۔ اور اس نے حکم دے رکھا تھا کہ جو شہر میں داخل ہو پہلے دروازہ پر نصب کئے ہوئے بُت کو سجدہ کرے انہوں نے ایسا نہ کیا۔ اور شہر کے باہر ایک حمام میں ٹھیر گئے اور وہیں تبلیغ شروع کر دی۔ جس کی وجہ سے کئی لوگ ان کے ہم خیال ہو گئے۔ ایک دن بادشاہ کا لڑکا ایک فاحشہ کو لے کر حمام کرنے کے لئے آیا۔ اس حواری نے اسے نصیحت کی وہ اس دن رک گیا۔ دوسری دفعہ پھر آیا تو انہوں نے اسکو ڈانٹا اس نے بات نہ مانی اور اس فاحشہ سمیت حمام میں چلا گیا۔ صبح کے وقت وہ مردہ پایا گیا۔ بادشاہ کو لوگوں نے کہا کہ حمام والے نے مار دیا ہے۔ بادشاہ نے تحقیق شروع کی۔ حمام والا بھاگ گیا اور اس کے سب دوست بھی۔ کچھ نوجوان جو مسیحی ہو چکے تھے وہ بھی ڈر کر بھاگ گئے اور ایک زمیندار کے پاس جو اُن کا دوست تھا گئے وہ بھی ان کا ہم خیال تھا۔ وہ ان کو لے کر ایک غار میں جا چھپا۔ بادشاہ کو علم ہوا۔ تو وہ پیچھے گیا۔ اس سے آگے وہی لوگوں کے مرنے اور بادشاہ کے دیوار بنانے کا واقعہ ہے۔ (أخرجه عبد الرزاق وابن المنذر عن وهب بن منبه۔ روح المعانی جلد ۵ صفحہ ۱۹)۔

ابن المنذر اور ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ میں حضرت معاویہؓ کے ساتھ رومیوں کے مقابلہ پر جہاد کے لئے گیا تھا۔ اس سفر میں ہم نے اصحاب کہف کی غار دیکھی۔ معاویہؓ نے کچھ لوگ اس غار کو دیکھنے کے لئے بھیجے مگر آندھی آگئی اور وہ لوگ اندر نہ جا سکے۔ (درمنثور جلد ۴ صفحہ ۲۱۳)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے اصحاب کہف کی ہڈیاں دیکھیں۔ وہ تین سو سال کی پرانی تھیں۔ (درمنثور جلد ۴ صفحہ ۲۱۲)۔

۲ اصحاب کہف کے متعلق تفاسیر کے واقعات

ان کے انجام کے متعلق مندرجہ ذیل ثلاث کتب تفسیر میں بیان کی گئی ہیں۔ (۱) ایک لمبے عرصہ تک اللہ تعالیٰ نے انکو سُلائے رکھا پھر جگا دیا۔ انہوں نے اپنے میں سے ایک شخص کو کھانا لینے بھیجا۔ اس نے دوکاندار کو جو سکہ دیا۔ اسے دیکھ کر وہ حیران رہ گیا کیونکہ وہ سکہ پرانا تھا۔ اس نے اور دوکانداروں کو دکھایا۔ سب اس سکہ کو دیکھ کر حیران ہوئے کہ یہ کس ملک کا سکہ ہے۔ آخر بادشاہ تک معاملہ پہنچا جس کا نام تندوسیس تھا۔ بادشاہ نے اس نوجوان سے سب واقعہ سُنا اور اس کے ساتھ غار تک آیا۔ وہاں سب اصحاب کہف سے ملا اور ان سے بغلگیر ہوا۔ کچھ دیر باتیں ہوئیں۔ پھر اصحاب کہف نے اسکو نصائح کیں اور لیٹ گئے اور اسی وقت مر گئے۔ (روح المعانی و ابن کثیر)۔

(۲) بعض دوسری روایات میں آتا ہے کہ جب لوگ غار پر پہنچے تو وہ لوگ اسیوقت مر گئے اور وہ انکو زندہ نہ دیکھ سکے۔ اور جو کھانا لینے گیا تھا وہ بھی وہاں پہنچ کر مر گیا۔ (عبد الرزاق و ابن ابی حاتم عن عکرمہؓ درمنثور جلد ۴ صفحہ ۲۱۲)

رقیم والا واقعہ مسیحی کتب میں بھی لکھا ہوا ہے۔ مشہور انگریز مؤرخ گبن اپنی کتاب 'رومن حکومت کی ترقی اور تباہی' میں لکھتا ہے کہ ایک کہانی سات سونے والوں کے متعلق طورس کے پادری گریگوری نے لکھی ہے جسے میں لکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ کہانی شامی مسیحیوں میں مشہور تھی۔

اوسان کی کتب سے گریگوری نے نقل کی ہے۔ گبن نے جو کہانی نقل کی ہے وہ ابن اسحٰق کی روایت سے بہت ملتی ہے انہیں لکھا ہے کہ دقیس بادشاہ کے وقت میں افیس شہر کے چند امراء نوجوان جو مسیحی تھے انہوں نے مسیحیوں پر بادشاہ کا ظلم دیکھ کر اپنے آپکو ایک غار میں چھپا دیا۔ (اصحاب الرقیم کے متعلق تفاسیر کے واقعات) بادشاہ نے غار کا منہ بند کروا دیا۔ ایک سو اسی سال تک اللہ تعالیٰ نے انکو سلائے رکھا۔ ایڈولیس جس کے پاس وہ علاقہ تھا اس کے غلاموں نے کسی ضرورت کے لئے غار کے منہ پر سے پتھر ہٹائے اور سورج کی شعاع اندر جانے پر اللہ تعالیٰ نے انکو زندہ کر دیا۔ وہ جاگے تو سمجھے کہ چند گھنٹے ہم سوئے ہیں انکو بھوک لگی تو انہوں نے اپنے ایک ساتھی جمبلیکس کو خوراک لینے بھجوایا۔ اس نے شہر کو بدلا ہوا پایا اور دروازہ پر صلیب دیکھی تو اس کی حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ نان پز کو جب اس نے سکہ دیا تو اس کے لباس اور عجیب سکہ کو دیکھ کر وہ حیران رہ گیا اور یہ سمجھ کر کہ اسے کوئی خزانہ ملا ہے اسے قاضی کے سامنے پیش کیا۔ جب انہوں نے واقعہ سنا بادشاہ تھیوڈوسیس اور سب امراء مل کر غار پر گئے جہاں اصحاب کہف نے انہیں برکت دی۔ اپنا قصہ سنایا اور فوت ہوگئے۔ (جلد اول صفحہ ۱۹)۔

علامہ ابو حیان بحر محیط میں لکھتے ہیں کہ سپین میں ایک جگہ لوشا ہے اس میں ایک غار ہے وہاں اصحاب کہف کی لاشیں بتائی جاتی ہیں اور اس میں ان کا کتا بھی ہے ابن ابی عطیہ کہتے ہیں کہ میں نے وہ جگہ دیکھی ہے۔ چار پانچ سو سال سے وہاں انکی لاشیں پڑی ہیں۔ (بحر محیط جلد ۶ صفحہ ۱۰۱) اسی طرح وہ لکھتے ہیں کہ غرناطہ کے پاس ایک اجڑا ہوا شہر ہے جسے دقیوس کا شہر کہتے ہیں جو بڑے بڑے پتھروں سے بنا ہوا ہے اس میں عجیب عجیب قبریں ہیں۔

مفسرین نے اصحاب کہف کے نام بھی لکھے ہیں۔ چنانچہ ابن عباس رض سے مروی ہے۔ وہ یہ نام بتاتے ہیں۔ میکسلمینا۔ تملیخا۔ مرطونس۔ کشطونس۔ بیرونس۔ دینموس۔ بطونس اور قالوس۔ (ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۱۳۷)

رقیم کے متعلق بھی مختلف روایات ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ تانبے اور پتھر کی لوح پر ان کے نام لکھے تھے اس لئے ان کا نام رقیم ہوگیا۔ بعض کے نزدیک ان کے شہر کا نام رقیم تھا۔ بعض کے نزدیک درہموں کا نام تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ان کے کتے کا نام تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ان کی شریعت کا نام تھا۔ اور بعض کے نزدیک ان کی وادی کا نام تھا۔ اور بعض کے نزدیک پہاڑ کا نام تھا جس پر وہ غار تھی۔

ان روایات سے جو مسلمانوں کی کتب اور مسیحیوں کی کتب میں آئی ہیں یہ بات تو ثابت ہو جاتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے اصحاب کہف کے قصے سنے ہوئے واقعات لوگوں میں مشہور تھے۔ لیکن ان میں اس قدر اختلاف تھا کہ جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے ان پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ جھوٹ سچ ان میں ملا ہوا تھا۔

ان روایات کے علاوہ مفسرین نے ایسی بہت سی روایات بھی لکھی ہیں جن میں کتے کے حالات بیان کئے گئے ہیں یہاں تک کہ کہا گیا ہے کہ جنت میں صرف دو حیوان ہوں گے۔ ایک اصحاب کہف کا کتا اور ایک بلعم کا گدھا۔

صاحب فتح البیان اس قسم کی بعض روایات نقل کر کے لکھتے ہیں۔ لَا اَدْرِیْ اَیُّ تَعَلُّقٍ بِهٰذَا التَّدْقِیْقِ وَالتَّحْقِیْقِ بِتَفْسِیْرِ الْکِتَابِ الْعَزِیْزِ وَمَا الَّذِیْ حَمَلَهُمْ عَلٰی هٰذَا الْفُضُوْلِ الَّذِیْ لَا مُسْتَنَدَ لَهٗ فِی السَّمْعِ وَلَا فِی الْعَقْلِ۔ (جلد ۵) یعنی میں نہیں سمجھتا کہ اس نام نہاد تدقیق اور تحقیق کا تعلق قرآن کریم کی تفسیر کے ساتھ کیا ہے۔ اور ان مفسرین کو ان لغویات کے نقل کی طرف جن کا نہ کوئی عقلی ثبوت ہے نہ نقلی۔ کیوں رغبت ہوئی ہے۔

سابق مفسرین کے خیالات لکھنے کے بعد میں استاذی المکرم

حضرت مولوی نورالدین رضؓ خلیفہ اوّل جماعتِ احمدیہ کی
تحقیق اس بارہ میں لکھتا ہوں۔ آپ کا خیال تھا کہ اصحاب
کہف ابتدائی زمانہ کے مسیحیوں میں سے ایک موحد جماعت
تھی۔ ان لوگوں نے شرک کی اشاعت سے ڈر کر کسی دوسرے
ملک کا سفر کیا۔ اور وہاں مدتوں تک گمنامی میں پڑے
رہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے انہیں ترقی دی اور سب دنیا
میں پھیلا دیا۔ آپ کا خیال تھا کہ اس واقعہ میں یوسف
آرمیتیا کے ایک سفر کی طرف اشارہ ہے جب کہ
وہ اپنے بعض ساتھیوں کو لے کر انگلستان چلے گئے تھے۔
وہاں انہوں نے پہلے مسیحی گرجا کی بنیاد رکھی۔ آپ کا اشارہ
اس روایت کی طرف ہے جو انگلستان میں صدیوں سے
مشہور چلی آتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ فلپ حواری نے یوسف
آرمیتیا اور چند اور لوگوں کو انگلستان تبلیغ کے لئے
بھجوایا تھا۔ وہاں انہوں نے GLOSTONBURY
کے مقام پر ایک گرجا بنایا اور عیسائیت کی تبلیغ شروع
کی۔ یہ قصہ "گلاسٹنبری کے گرجا کی قدامت" نامی کتاب
میں مذکور ہے جو ولیم نامی ایک شخص نے جو مالمس بری
MALMES BURY) کا باشندہ تھا گیارہ سو پچیس[۱۱۲۵]
عیسوی میں لکھا تھا۔ لیکن اس کے اس نسخہ میں جو اس نے خود
لکھا اس واقعہ کا ذکر نہیں بلکہ یہ لکھا ہے کہ معتبر روایات سے
معلوم ہوتا ہے کہ انگلستان کے ایک بادشاہ لوسیئس
(LUCUIS) کے کہنے پر پوپ نے ۱۶۶ء میں ایک
تبلیغی مشن انگلستان بھجوایا تھا جس نے یہ گرجا بنایا۔
ساتھ ہی اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ ایک روایت اس گرجے
کو اس سے بھی پہلے کا بتاتی ہے مگر میں اس روایت کی تصدیق
نہیں کر سکتا۔ ولیم کے مرنے کے بعد اس کی ایک کتاب کو
دوبارہ لکھوایا گیا۔ تو اس میں اوپر والا واقعہ درج کر دیا
گیا۔ گویا یہ واقعہ ولیم کے بعد اس کتاب میں کسی اور نے
لکھ دیا ہے اور اس کی سند اس نے کوئی نہیں دی۔
یہ جو کہف کا لفظ قرآن کریم میں آتا ہے اس کے تعلق

حضرت مولوی صاحبؓ کا خیال تھا کہ اس سے مراد وہ
(CAPE) ہے جو گلاسٹنبری کے پاس ساحل پر ہے
جہاں تک کیپ کے لفظ کا تعلق ہے میرے نزدیک آپ کی

حضرت خلیفۃ المسیح اول کی تحقیق اصحاب کہف کے متعلق

رائے درست نہیں کیونکہ کیپ انگریزی کا لفظ فرانسیسی
لفظ CAP اور لاطینی CAPUT سے بنا ہے۔ جن
کے معنے سر کے ہیں۔ اور خشکی کا ایک حصہ جس کی نوک
سمندر میں آگے نکلی ہوئی ہو اسے کیپ (CAPE)
کہتے ہیں۔ لیکن عربی لفظ کہف کے معنے وسیع غار کے ہیں
جو پہاڑی جگہ پر ہو یا پتھریلی زمین میں ہو اور اسے کیپ سے
جسے عربی جغرافیہ نویس راس کے لفظ سے یاد کرتے ہیں
(جیسے ہندوستان کی ایک کیپ کا نام راس کماری ہے)
دور کا بھی کوئی تعلق نہیں۔ میرے نزدیک جس حد تک اصحاب
کہف کے واقعہ کا تعلق یوسف آرمیتیا کے سفر سے ہے
میں اس کے متعلق بھی آپ کی تحقیق سے متفق نہیں۔ کیونکہ
یوسف آرمیتیا کا یہ سفر محض کہانی کے طور پر انگلستان میں
مشہور رہا ہے۔ اور سوا گیارہ سو سال بعد مسیح اس کا
ذکر پہلی دفعہ ولیم کی کتاب میں ملتا ہے اور وہ بھی ایک
نامعلوم شخص نے اس کی موت کے بعد اس کتاب میں لکھ دیا
ہے۔ ایسے اہم امر کے متعلق تو ایک مصنف کی خاموشی
بھی شبہ ڈال دیتی ہے۔ کجا یہ کہ ایک ہزار سال تک دنیا
میں اس بارہ میں کوئی روایت نہ ہو اور ہزار سال کے بعد
جا کر یہ روایت لکھی جائے۔ اگر آج کوئی شخص ایک نئی روایت
جو کتب احادیث اور تاریخ میں موجود نہ ہو۔ لوگوں کی
زبانی روایات پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق
بیان کرے تو ایک شخص بھی اسے تسلیم کرنے کو تیار نہیں
ہوگا جب تک کہ کوئی ایسے تاریخی شواہد اس کی تائید میں نہ
ملیں جو اس واقعہ کو دوسرے ثابت شدہ واقعات کی کڑی
میں اسی طرح پرو دیں کہ انکار کی گنجائش نہ رہے۔
نیز اہل انگلستان جن کو اس قسم کی روایات پر تعجب ہونا
چاہیئے اور ایسی جھوٹی روایتوں کو بھی سچا بنانا ان کے

فائدہ کا موجب ہے۔ وہ بھی تحقیق کرکے ان امور کو غلط قرار دے چکے ہیں۔ چنانچہ ولیم آف مالسبری کے بعد اس گرجا کے قدیم کاغذات ملے ہیں۔ جن کو پڑھ کر نتیجہ نکالا گیا ہے کہ یہ گرجا اس وقت سے زیادہ سے زیادہ تین ساڑھے تین سو سال پہلے بنا تھا یعنی اس کی تعمیر کا وقت زیادہ سے زیادہ آٹھویں صدی مسیحی کے آخر میں تجویز کیا جا سکتا ہے۔ اور ان کاغذات میں بھی اس روایت کا کوئی ذکر نہیں۔ اس لئے تحقیقات کے بعد انگریز مؤرخوں نے لکھا ہے کہ ”بہرحال یہ تاریخی واقعہ نہیں ہاں ایک شاعرانہ خیال ضرور ہے۔“

(انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا۔ جلد ۱۳۔ صفحہ ۱۵۲)

اصحاب کہف کے متعلق انگریزی تحقیق

ان معمولی اختلافات کے اظہار کے بعد جو صرف افراد اور ابتدائی مقام کے ساتھ رکھتے ہیں میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جہاں تک اصحاب کہف کا تعلق گزرے ہوئے واقعات سے ہے۔ ان کے بارہ میں حضرت مولوی صاحبؓ کی تحقیق ایک ایسی شمعِ ہدایت ہے جس کی قیمت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ اور بغیر اس روشنی کے جو انہوں نے اس مضمون پر ڈالی ہے یہ حصہ قرآن کریم کا تاریخی طور پر حل نہیں ہو سکتا تھا۔ فَجَزَاهُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔

میں جو تشریح آگے بیان کروں گا وہ جزئی اختلاف کو چھوڑ کر مقام اور قوم اور زمانہ کے سوا ایک حد تک حضرت مولوی صاحب کی تحقیق پر مبنی ہوگی۔ ہاں ایک حصہ جو ان آیات کے اصل مقصد کے ساتھ وابستہ ہے آپ کی تحقیق سے باہر رہ گیا تھا۔ اس کی طرف ہم کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانی سلسلہ احمدیہ نے توجہ دلائی ہے اور وہ یہ کہ اس پیشگوئی میں مسیح موعود کے دوبارہ نزول کے متعلق خبریں ہیں۔ اور مسلمانوں کو بتایا ہے کہ ویسے ہی حالات آئندہ زمانہ میں مسلمانوں کی ایک جماعت کو بھی پیش آنے والے ہیں۔

اصحاب کہف کے واقعات میں مسیح موعود [illegible]

ان تمہیدوں کے بعد میں اب اصحاب کہف کے بارہ میں اپنی تحقیق بیان کرتا ہوں۔ میں نے جب یہ دیکھا کہ یوسف آریمتھیا کا واقعہ ایک قصہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا تو میں نے اصحاب کہف کے بارہ میں مزید تحقیق شروع کی۔ اس تحقیق کے دوران میں میرے عزیز ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم ایک کتاب میرے پاس لائے اور کہا کہ اس کتاب میں جو واقعات بیان ہوئے ہیں وہ اصحاب کہف کے واقعات سے ملتے ہیں۔ اس کتاب کا نام روم کے کیٹا کومبز CATACOMBS OF ROME تھا میں نے وہ کتاب لیکر پڑھی اور میری بھی یہ رائے ہوئی۔ کہ اس میں بیان کردہ روایات پر اصحاب کہف کی تحقیق کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے۔ اس کتاب کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ مسیحی ابتدائی زمانہ میں مشرک نہ تھے اور اس کا ثبوت اس نے یہ پیش کیا ہے کہ روم کے پاس ایسے غار ملے ہیں جنہیں ابتدائی زمانہ میں مسیحی لوگ رومی حکومت کے ظلم سے بچنے کے لئے چھپ جایا کرتے تھے۔ وہاں بہت سے کتبے پائے گئے ہیں جن میں اس وقت کے حالات ہیں۔ اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع عیسائیت میں شرک کا نام نہ تھا اور وہ لوگ مسیح علیہ السلام کو صرف ایک نجات دہندہ نبی سمجھتے تھے یہ ظلم اس کتاب کے بیان کے مطابق صدیوں تک ہوتا رہا۔ اور جب ظلم زیادہ ہوتا وہ لوگ ان مقامات میں جاکر چھپ جاتے۔ اور خفیہ طور پر رسد جمع کرکے وہاں رہتے۔ حتیٰ کہ بعض دفعہ انہیں کئی کئی سال تک وہاں چھپنا پڑا۔ آخر تین سو سال کے بعد جب روم کا ایک بادشاہ عیسائی ہوگیا تو عیسائیوں کی تکلیف دور ہوئی۔ اس کے بعد گاتھ قوم نے روم پر حملہ کیا اور ان تہ خانوں کو لوٹ لیا۔ اور توڑ دیا۔ جس کی وجہ سے آہستہ آہستہ ان کا ذکر مٹ گیا۔ مگر آثار قدیمہ کے بعض محققین نے روم کے کھنڈرات کی تلاش کرتے ہوئے ان کو معلوم کیا۔ اور ایک ہزار سال بعد پھر یہ چھپا ہوا تاریخی مواد دنیا کو معلوم ہوا۔

میں نے جب یہ کتاب پڑھی۔ تو میں نے یہ سمجھا کہ

ہماری تفسیروں میں جو امور بیان کئے گئے ہیں۔ گو وہ بہت کچھ رطب و یابس پر مشتمل ہیں۔ مگر ان واقعات کی موجودگی میں انہیں اصل واقعہ سے کلی طور پر مختلف نہیں کہا جا سکتا۔ اور میں نے نئے سرے سے تفسیروں کے بیان کردہ واقعات پر غور کیا۔ چنانچہ میں نے اوپر جو تین روایات بیان کی ہیں ایک ابن اسحاق کی اور دو کتب احادیث کی۔ انکو دیکھ کر میں نے محسوس کیا کہ صداقت کا بیج ان روایات میں موجود ہے۔

اگر اس تفسیر کو پڑھنے والے ایک دفعہ پھر ان روایات کو پڑھ کر دیکھیں گے تو انہیں معلوم ہوگا کہ ان روایات میں یہ امور بیان ہوئے ہیں۔ (۱) یہ واقعہ مسیحیوں کی ایک قوم سے گزرا ہے۔ (۲) یہ مظالم رومیوں کے ہاتھ سے ہوئے ہیں۔ (۳) ایک روایت کہتی ہے کہ ایک حواری رومی بادشاہ کے دار الحکومت میں گیا تھا اس وقت یہاں یہ واقعہ گزرا ہے۔ (۴) دوسری روایت کہتی ہے کہ دقیوس جس کا دوسرا نام عربوں اور ہندوستانیوں میں دقیانوس بھی مشہور ہے اور جسے لاطینی میں ڈیسیس DECUIS کہتے ہیں اس کے زمانہ میں اصحاب کہف کا واقعہ ہوا ہے۔ اور اس سے ڈر کر کچھ مسیحی غار میں چلے گئے تھے۔ (۵) سب روایات متفق ہیں کہ وہ قوم جس نے مظالم کئے تھے بت پرست تھی۔ (۶) ایک روایت جسے میں نے لکھا نہیں یہ بھی کہتی ہے کہ اس ملک کے بادشاہ اپنے بتوں کے آگے سجدہ کرنے اور ان پر قربانیاں چڑھانے کے لئے مجبور کرتے تھے (۷) حضرت ابن عباسؓ کی روایت بتاتی ہے کہ ان کے زمانہ سے تین سو سال پہلے یہ واقعہ گزرا ہے۔ (۸) ایک روایت بتاتی ہے کہ تھیوڈوسیس کے زمانہ میں اصحاب کہف غار سے باہر نکلے تھے۔ یہ تھیوڈوسیس بھی ایک رومی بادشاہ تھا اور اس کا نام لاطینی میں THEODOSIS لکھتے ہیں۔

کیٹا کومبز کی تاریخ پڑھنے کے بعد یہ روایات بجائے ہمارا دماغ پریشان کرنے کے ہماری تسلی کا موجب ہو جاتی ہیں۔ اور وہ اس طرح کہ کیٹا کومبز اور کلیسیا کی تاریخ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ فرداً فرداً مسیحیوں پر ظلم تو حضرت مسیح کے واقعہ صلیب سے شروع ہوا تھا مگر بحیثیت جماعت نیرو کے زمانہ سے روم میں مسیحیوں پر ظلم شروع ہوئے ہیں۔ اور نیرو بادشاہ حواریوں کا ہم عصر ہے۔ اسکا زمانہ حکومت ۵۴ء بعد مسیح سے ۶۸ء بعد مسیح تک ہے۔ پرانے عیسائیوں میں یہ عام خیال پایا جاتا ہے کہ پطرس کو اس کے زمانہ میں پھانسی دیا گیا۔ ہمیں کوئی شک نہیں کہ جدید ناقدین تاریخ جو ہر تاریخی واقعہ میں شک پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں انہوں نے اس بارہ میں شک پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن پوری تنقید کے بعد بھی وہ اسے رد نہیں کر سکے کہ پطرس روم گیا اور وہاں ہی مرا۔ پرانے مسیحی لٹریچر سے قریباً ۹۶ء بعد صلیب کی ایک تحریر بشپ ڈایونیسیس کی ملتی ہے جو پیٹر کے روم جانے کی خبر دیتی ہے۔ چونکہ پطرس واقعہ صلیب کے بعد تینتیس سے اڑتیس سال تک زندہ رہا ہے۔ یہ تحریر کوئی اسی سے ستر سال تک پطرس کی وفات کے بعد لکھی گئی ہے اور اتنے قریب کے زمانہ کی شہادت معمولی شہادت نہیں ہو سکتی۔ خصوصاً جب کہ اس کا لکھنے والا گرجے کا بڑا پادری ہو۔ (انسائیکلوپیڈیا ببلیکا زیر لفظ سائمن پیٹر)۔

انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں لکھا ہے کہ یہ امر تاریخ سے ثابت ہے کہ واقعہ صلیب کے دو سو سال بعد کے زمانہ میں روم میں پیٹر کی قبر زائروں کو دکھائی جاتی تھی اور یہ کہ ۲۵۸ء میں اس کی ہڈیاں کیٹا کومبز میں منتقل کی گئی تھیں۔ یہ کہ واقعہ میں وہ قبر اور ہڈیاں پیٹر کی تھیں یا نہیں انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا اس بارہ میں لکھتا ہے کہ اس کی تحقیق کا سامان ہمارے پاس موجود نہیں۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ جو سامان اور باتوں کی تحقیقات کے ہیں وہ یہاں بھی ہیں۔ قریب زمانہ کے لوگ اس واقعہ کو بیان کرتے ہیں اور اس کی وفات کے

تفصیل روایات جن کا ذکر بحث کے متعلق اوپر آیا ہے

اصحاب کہف کے واقعہ کا تعلق روم کے ملک سے ہے

صرف سوا سو سال بعد کے زمانہ کا تاریخی ثبوت موجود ہے کہ روم میں اس کی قبر دکھائی جاتی تھی۔ غرض یہ امر کہ اسے نیرو نے قتل کیا یا نہ کیا۔ اگر ثابت بھی نہ ہو تب بھی یہ امر ثابت ہے کہ پطرس روم میں گیا اور وہیں مرا اور یہ کہ اس زمانہ میں مسیحیوں پر سختیاں ہوتی تھیں اور انکو ادھر ادھر بھاگ کر جانیں بچانی پڑتی تھیں۔ (سٹوری آف روم مصنفہ مسٹر نارہ ڈیڈنگ)۔

پھر ہم کو تاریخ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ڈیسیس کا دقیانوس کے زمانہ میں مسیحیوں پر سختیاں بہت بڑھ گئی تھیں اور قانون بنا کر انہیں سزا دی جاتی تھی۔ اور جو بتوں کو سجدہ نہ کرتے تھے انکو مسیحی سمجھ کر قید یا قتل کیا جاتا تھا (انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا زیر لفظ ڈیسیس نیز زیر لفظ تاریخ کلیسیا) ڈیسیس کا زمانہ حکومت ۲۴۹ء سے ۲۵۱ء تھا۔ اور اس نے ۲۵۰ء ۲۵۱ء میں مسیحیوں کے خلاف سختی کے قانون پاس کئے تھے۔

پھر تاریخ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ۳۱۱ء میں گالیئس بادشاہ روم نے مرتے وقت مسیحیوں کے خلاف جو قانون تھا اسے منسوخ کیا۔ قسطنطین شاہ روم ۳۲۳ء میں عیسائی ہوا۔ اور تھیوڈوسیس مشرقی رومی حکومت کے وقت میں مسیحیت بہت پھیل گئی اور پبلک کی طرف سے بھی اسے امن حاصل ہو گیا۔

ان تاریخی شواہد سے ہم پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہیروڈیس کے واقعہ سے فلسطین میں اور نیرو کے زمانہ سے لیکر ۳۱۱ء تک روم میں مسیحیوں پر سخت ظلم ہوئے۔ اور یہ کہ مظالم کے زمانہ میں وہ وہاں سے بھاگ کر ادھر ادھر غاروں میں پناہ لیا کرتے تھے۔

اصحاب کہف ابتدائی زمانہ کے رومی مسیحی تھے

ان واقعات پر نظر ڈال کر ہم کو آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ اصحاب کہف ابتدائی زمانہ کے رومی مسیحی تھے نیز سینکڑوں سال تک ان پر ظلم ہوتا رہا۔ جس کی ابتدا ایک مسیح کے حواری کے زمانہ میں ہوئی۔ ڈیسیس کے زمانہ میں ظلم انتہا کو پہنچا اور گالیئس کے زمانہ میں انکو معاف کیا گیا۔ قسطنطین کے زمانہ میں ان کے مظالم قانونی طور پر روکے گئے۔ اور تھیوڈسیس کے زمانہ میں انہیں عام ترقی حاصل ہو گئی۔

اب اگر ان واقعات کی روشنی میں مفسرین کی روایات کو دیکھیں تو اس مبالغہ کو نظر انداز کر کے جو مسیحی اور یہودی راویوں نے کئے ہوں گے۔ وہ روایات اصحاب کہف کا صحیح پتہ ہمیں دے دیتی ہیں۔ اور ان میں اختلاف بھی کوئی نہیں۔ اختلاف صرف اس وجہ سے معلوم ہوتا تھا کہ لوگ اصحاب کہف کے واقعہ کو کسی ایک جماعت کا واقعہ سمجھتے تھے لیکن یہ واقعہ درحقیقت ایک جماعت سے یا ایک زمانہ میں نہیں گذرا۔ بلکہ کئی جماعتوں سے مختلف زمانوں میں گذرا ہے۔ یہ واقعہ نیرو کے وقت میں بھی ہوا جبکہ پطرس روم میں موجود تھے۔ اور ابن اسحٰق کی روایت اسی وقت کے متعلق ہے۔ اور یہ واقعہ ڈسیس کے وقت میں بھی ہوا۔ اور ابن المنذر کی روایت اس کے متعلق ہے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ تین سو سال تک مسیحیوں پر ظلم ہوتا رہا۔ اور وہ ظلم کے خاص ایام میں غاروں میں چھپ کر گذارہ کیا کرتے تھے۔ انکی قربانیوں کے کئی واقعات لوگوں میں مشہور ہو گئے تھے۔ کسی کو پطرس کے زمانہ کا واقعہ معلوم ہوا تو اس نے سمجھ لیا کہ اصحاب کہف کا واقعہ بس اتنا ہی ہے کسی کو ڈسیس کے وقت کا کوئی واقعہ معلوم ہوا تو اس نے سمجھ لیا کہ یہی واقعہ اصحاب کہف کا ہے۔ غرض مختلف زمانوں کے مظالم اور مسیحیوں کی قربانیوں کی داستانوں کو مظالم کی ساری تاریخ قرار دینے سے اختلاف پیدا ہوا ہے۔ جب روایات کو مختلف واقعات سمجھا جائے تو پھر عام مبالغہ کو خارج کر کے جو ایسی روایات میں ہو جایا کرتا ہے۔ وہ سب ہی روایات درست معلوم ہوتی ہیں اور ابتدائی مسیحیوں کی پُر درد داستان کا ایک مختصر نقشہ ہیں۔

اب میں کہف کے بارے میں مختصراً بعض واقعات

بتاتا ہوں جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں کہف سے مراد کیٹاکومبز
ہیں جو زمین دوز تہ خانوں کا نام ہے۔ رومیوں اور یہودیوں
میں رواج تھا کہ وہ مُردوں کو کمروں میں رکھتے تھے۔
رومی حکومت کے بڑے بڑے شہروں میں شہروں سے باہر
ایسی جگہیں بنی ہوئی تھیں اور کیٹاکومبز کہلاتی تھیں۔ جب
مسیحیوں پر ظلم ہوئے تو انہوں نے جان بچانے کے لئے
ان قبرستانوں میں پناہ لینی شروع کی جس کی دو وجہیں
معلوم ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ زمین دوز کمروں میں وہ آسانی
سے چھپ سکتے تھے۔ اور بیٹھنے۔ سونے اور موسم کی
شدت سے محفوظ رہنے کا بھی سامان ہوتا تھا۔ دوسرے
اس لئے بھی کہ عام طور پر لوگ قبرستانوں سے ڈرتے ہیں
اور اس طرح لوگوں کی نظروں سے بچنے کا وہاں امکان
زیادہ تھا۔ یہ کیٹاکومبز روم کے پاس اسکندریہ جو
مصر کا شہر ہے اس کے پاس سسلی میں۔ مالٹا میں۔ نیپلز
کے پاس اس وقت تک دریافت ہوئے ہیں بشپ نجین سکاٹ
اپنی کتاب "دی کیٹاکومبز آف روم" میں لکھتے ہیں۔ کہ
"میری رائے ہے کہ اس ابتدائی زمانہ میں بھی (جب
پولوس روم گیا ہے) عیسائی اپنی حفاظت کے خیال سے لوگوں
کے غصہ اور یہودیوں کے ظلموں اور رومی حکومت کے
مظالم سے بچنے کے لئے ان تہ خانوں میں پناہ لیا کرتے تھے۔"
(صفحہ ۶۲) پھر وہ ذرا آگے چل کر لکھتے ہیں:" وہ یقیناً
مجبور تھے کہ ان گڑھوں اور زمین دوز غاروں میں پناہ لیتے۔"
اس جگہ مصنف نے ان تہ خانوں کے لئے CAVE
کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جو عربی زبان کے لفظ کہف کا ہی
بگڑا ہوا ہے۔ گویا اس طرح اس انگریز مصنف نے بعین
وہی لفظ استعمال کر دیا ہے جو قرآن کریم نے کیا ہے۔ یہ
کہ انکو ایسا کرنے کی ضرورت تھی رومی مؤرخ ٹیسیٹس
(TACITUS) کی شہادت سے ثابت ہو جاتا
ہے وہ کہتا ہے کہ نیرو نے لوگوں کو خوش کرنے کے لئے
مسیحیوں کو زندہ جلانے۔ کتوں سے پھڑوانے اور صلیب دینے

کے مختلف طریق اختیار کر رکھے تھے۔ اور اس غرض سے
اس نے اپنا شاہی باغ دیا ہوا تھا۔ جس قوم پر اس قدر اور ظلم
ظلم ہوگا۔ ظاہر ہے کہ وہ اِدھر اُدھر بچ کر پناہ لے گی۔

مسیحیوں کے کیٹاکومبز تاریخی حفاظت

جب مسیحیوں نے ان جگہوں پر پناہ لینی شروع کی
تو پناہ کے دنوں میں انہوں نے زیادہ حفاظت کی خاطر
ان کے اندر اور کمرے بنانے شروع کر دئے۔ اسی طرح
جو لوگ شہید ہوتے تھے انکی لاشوں کو بےحرمتی سے
بچانے کے لئے بھی وہ ان تہ خانوں میں لا کر دفن کرتے
تھے۔ اور چونکہ یہ سلسلہ تین سو سال تک چلا گیا۔ اس لئے
یہ تہ خانے اس کثرت سے ہو گئے کہ بعض لوگوں کے اندازے
کے مطابق وہ پندرہ میل کی لمبائی تک چلے گئے ہیں۔
چونکہ ظلم یکساں نہیں چلتا۔ درمیان میں بعض بادشاہ
نرمی کرنے لگ جاتے تھے اور مسیحی پھر واپس شہر میں آ جاتے
تھے۔ پھر جب سختی کا دور آتا تو بھاگ کر ان جگہوں میں
چھپ جاتے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ بعض دفعہ انہیں وہاں
مہینوں یا سالوں رہنا پڑتا تھا کیونکہ ان میں مدرسوں اور
گرجوں کے کمرے بھی پائے گئے ہیں۔
یہ تہ خانے تین منزل میں بنے ہوئے ہیں۔ اور
۱۹۲۴ء میں انگلستان جاتے ہوئے روم میں میں نے
خود ان کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔ پہلی منزل کے کمروں

کیٹاکومبز کے خفیہ حالت

کو تو انسان بغیر زیادہ تکلیف کے دیکھ سکتا ہے۔ دوسری
منزل میں بہت دم گھٹتا ہے۔ اور تیسری منزل یعنی سب
سے نیچے کے تہ خانہ میں جانا تو تنگی اور تاریکی کی وجہ سے
قریباً ناممکن ہوتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ان تہ خانوں کی سیڑھیاں
اپنی ضرورت کے مطابق اس طرح بنا لیا تھا جیسے بھول
بھلیاں ہوتی ہے۔ اور حفاظت کے مندرجہ ذیل طریق ان
میں استعمال کئے گئے ہیں:-
(۱) وہ لوگ دروازوں پر کتے رکھتے تھے تا اجنبی آدمی
کے آتے ہی انکو اس کے بھونکنے سے علم ہو جائے۔ (۲)
زمین دوز کمرے جن میں وہ رہتے تھے جہاں سے انہیں

زمین کی سطح سے نیچے داخل ہونے کا راستہ تھا۔ وہاں مٹی
کی سیڑھیاں نہ ہوتی تھی۔ بلکہ لکڑی کی سیڑھی رکھتے تھے
تاکہ اپنا آدمی اترنے کے بعد وہاں سے سیڑھی ہٹا
دیجا سکے۔ اور تاکہ دشمن آئیں تو فوراً کمروں میں نہ
پہنچ سکیں۔ (۳) لیکن اگر وہ کود کر یا سیڑھیاں اپنے
ساتھ لا کر اتر ہی آئیں۔ تو اس کے آگے حفاظت
کا یہ علاج کیا گیا تھا کہ ہر کمرہ سے چار راستے بنائے
گئے تھے۔ ان میں سے ایک راستہ تو اگلے کمرہ کی
طرف جاتا تھا اور باقی راستے کچھ دور جا کر بند
ہو جاتے تھے۔ اس کا یہ فائدہ تھا کہ عیسائی تو واقف
ہونے کی وجہ سے جھٹ اگلے کمرہ کی طرف دوڑ جاتے
تھے اور تعاقب کرنے والے غلط راستہ کی طرف
چلے جاتے اور آگے راستہ بند دیکھ کر پھر دوسرے
راستہ کی طرف لوٹتے۔ اس طرح بار بار غلط راستوں
کی طرف جانے کی وجہ سے بھاگنے والے عیسائیوں
سے بہت پیچھے رہ جاتے۔ اول تو یہ تعاقب ہی پولیس
کو پریشان کر دیتا تھا۔ لیکن اگر آخری حد تک تعاقب
کر بھی لیتے تو (۴) مسیحی دوسری منزل یعنی نچلے تہ خانوں
میں چلے جاتے جو پہلوں سے زیادہ تنگ زیادہ تاریک اور زیادہ
پیچیدہ ہیں۔ اگر بالفرض یہاں تک بھی کامیاب تعاقب
کیا جاتا تو (۵) ان سے نیچے تیسرے تہ خانے موجود تھے۔
جن میں ہم لوگ تو دو چار منٹ بھی نہیں ٹھیر سکے۔ گو اس
کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اب وہ گر کر بہت زیادہ تنگ
ہو گئے ہیں۔ مگر بہرحال وہ بھیانک جگہیں ہیں جہاں
غالباً صرف تعاقب کے وقت میں تھوڑی دیر کے لئے
مسیحی پناہ لیتے تھے۔ چونکہ سارے راستوں کی لمبائی
کئی سو میل تک جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ان جگہوں میں
عیسائیوں کا پکڑنا آسان کام نہ ہوتا تھا۔ مگر گورنمنٹ
آخر گورنمنٹ ہوتی ہے کئی دفعہ پولیس پکڑ بھی لیتی
تھی۔ اور وہیں ان لوگوں کو قتل کر دیتی تھی۔ یہ

۲ کیٹاکومبز کے کتبوں سے پتہ لگتا ہے

ایسے شہداء کی بہت سی قبریں وہاں دیکھی ہیں۔
ہم نے بعض کتبے پادری سے پڑھوا کر معلوم کیا۔ کہ
ان میں وہ دردناک واقعات بیان کئے گئے ہیں
جو شہادت کے وقت انکو پیش آتے تھے۔
قریب زمانہ میں جو نئی قبریں اور کتبے دریافت
ہوئے ہیں۔ ان میں ان لوگوں کی قبریں بھی ملی ہیں جن
کے پاس پطرس ٹھیرے تھے یا جن کا بائبل میں ذکر ہے۔
(انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا زیر لفظ کیٹا کومبز)۔
ڈسیئس کے وقت میں چونکہ قانون بنا دیا گیا
تھا کہ مسیحی بتوں کو سجدہ کرنے پر مجبور کئے جائیں
اور بہت سختی سے مسیحیوں کو مارا جاتا تھا۔ یہ زمانہ قریباً
سارا کا سارا عیسائیوں نے کیٹا کومبز میں گذارا۔
سوائے ان کے جنہوں نے ڈر کر مذہب کو ظاہراً
خیرباد کہہ دیا۔ اس لئے اس زمانہ میں اصحاب کہف
نے ایک نہایت شاندار مثال قربانی کی پیش کی تھی۔
ان کتبوں سے جو کیٹا کومبز میں لگے ہوئے ہیں
معلوم ہوتا ہے کہ اسٹنٹ سیمیٹل میں شرکت تھا اور کتبوں میں کوئی لفظ
شرک کا نہیں۔ مسیح کو خدا کا بیٹا نہیں بلکہ محض ایک گڈریے
کی شکل میں دکھایا جاتا ہے۔ انکی والدہ کے لئے کوئی
غیر معمولی عزت کا نشان نہیں ملتا۔ زیادہ تر یونس
نبی کے واقعہ کو اور حضرت نوح کے طوفان کے آخر میں
جو کبوتر اس بات کی خبر لایا تھا کہ پانی ہٹ کر زمین خشکی
ہو گئی ہے اس واقعہ کو تصویروں میں دکھایا جاتا ہے جس
سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نامہ قدیم کو ان لوگوں نے نہیں
چھوڑا تھا اور مسیح کو صرف ایک نبی اور روحانی گڈریا
خیال کرتے تھے۔ (کیٹا کومبز کے واقعات کے لئے دیکھو
انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا۔ دی کیٹا کومبز آف روم۔
مصنفہ بنجمن سکاٹ اور ڈاکٹر میٹ لینڈ کی کتاب
وغیرہ)۔
خلاصہ یہ کہ اصحاب کہف کے واقعہ میں مسیحیوں کے

إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى ۝

۱۴ وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر (حقیقی) ایمان لائے تھے اور انہیں ہم نے ہدایت میں (اور بھی) بڑھایا تھا

وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ

اور جب وہ (اپنے وطن سے نکلنے کے لئے) اٹھے تو ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا تب انہوں نے (ایک دوسرے

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَن نَّدْعُوَ مِن دُونِهِ إِلَٰهًا

سے) کہا (کہ) ہمارا رب (وہ ہے جو) آسمانوں اور زمین کا (بھی) رب ہے ہم اس کے سوا کسی معبود کو ہرگز (کبھی) نہیں پکاریں گے

ابتدائی زمانہ کے حالات کو پیش کیا گیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ مسیحی قوم کی ابتداء تو اس طرح ہوئی تھی کہ وہ بُت پرستی کے خلاف جہاد کرتے تھے اور شرک سے بچنے کے لئے انہوں نے صدیوں تک بڑی بڑی قربانیاں کیں۔ لیکن انتہاء اس طرح ہوئی ہے۔ کہ اصل دین کا کوئی نشان بھی اب مسیحیوں میں نہیں پایا جاتا۔

۱۵ حل لغات۔ نَقُصُّ: قَصَّ سے جمع متکلم کا صیغہ ہے۔ اس کے لئے دیکھو یوسف ۴۔

نَبَأ کے لئے دیکھو یوسف ۴۔

اَلْحَقّ کے لئے دیکھو رعد ۱۵۔

تفسیر۔ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم بِالْحَقِّ۔ یعنی ہم تیرے سامنے ان کے واقعات جس طرح ہوئے ہیں اسی طرح بیان کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو پرانے قصے تھے وہ صحیح نہ تھے۔ اور یہ بھی پتہ لگا کہ اس وقت کچھ قصے ان کے متعلق ضرور مشہور تھے۔

اس امر کا ثبوت کہ ان کے بارہ میں کچھ قصے ضرور مشہور تھے پہلی آیات سے بھی ملتا ہے۔ کیونکہ قرآنی واقعہ تو اس آیت سے شروع ہوتا ہے۔ اس سے پہلے جو بیان کیا گیا تھا معلوم ہوتا ہے وہ اس وقت کی مشہور روایتوں کا صحیح خلاصہ تھا۔

فتیٰ کے معنی

إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ۔ وہ نوجوان یا شریف اور سخی لوگوں کی ایک جماعت تھی جو اپنے رب پر ایمان لائی۔ فَتًى کے معنے سخی۔ شریف۔ لوگوں کے لئے مال خرچ کرنے والا۔ یا نوجوان کے ہیں۔ کیونکہ دینی کاموں میں نوجوان ہی زیادہ حصہ لیتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے سوائے چند کے باقی سب آپ سے عمر میں کم تھے۔

وَزِدْنَاهُمْ هُدًى۔ اور ہم نے ہدایت میں ان کو زیادہ کر دیا تھا۔ یعنی ان کی قربانیوں کی وجہ سے ہم نے ان کے ایمانوں کو بہت بڑھا دیا تھا۔

انهم فتیة میں خاص جماعت کا ذکر۔

فِتْيَةٌ سے یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ مختلف پناہ لینے والی پارٹیوں میں سے کسی خاص پارٹی کا جو سب سے زیادہ قربانی کرنے والی تھی۔ اس جگہ ذکر کیا گیا ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ اس آیت میں کسی خاص جماعت کا ذکر نہ ہو بلکہ یہ مراد ہو کہ شریف مسیحی جو اپنے دین میں پکے ہوتے تھے۔ ایسا کیا کرتے تھے۔ اور اس طرح اس آیت میں تین سو سال کے عرصہ میں جس قدر لوگوں نے قربانیاں کی تھیں۔ سب ہی کا ذکر ہو۔ میں ذاتی طور پر ان آخری معنوں کو ترجیح دیتا ہوں ؛

لَقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ۝ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا

ورنہ ہم ایک حق سے دور بات کہنے والے ہونگے ۱۲؎ ان لوگوں نے یعنی ہماری قوم نے اس (معبود برحق) کو

مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ

چھوڑ کر (اپنے لئے) اور (اور) معبود بنا لئے ہیں وہ انکے ثبوت میں کیوں کوئی روشن دلیل نہیں

بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝

لاتے پھر (وہ کیوں نہیں سمجھتے کہ) جو شخص اللہ (تعالیٰ) پر جھوٹ باندھے اس سے بڑھ کر ظالم کون (ہو سکتا) ہے ۱۳؎

وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا

اور (اس وقت) جب (کہ) تم نے ان سے اور (نیز) اللہ (تعالیٰ) کے سوا جس چیز کی (بھی) وہ پرستش کرتے ہیں

اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ

اس سے کنارہ کشی کر لی ہو تو (اب) تم اس وسیع پہاڑی پناہ گاہ میں پناہ لو (ایسا کرو گے تو) تمہارا رب اپنی رحمت (کے کاموں) کو تمہارے لئے کھول دیگا

۱۲؎ حل لغات۔ رَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ: رَبَطَ

رَبَطَ عَلٰى قَلْبِهٖ ۱ الشَّیْءَ (يَرْبِطُ وَيَرْبُطُ) کے معنے ہیں اَوْثَقَهٗ

وَشَدَّهٗ کسی چیز کو مضبوط طور پر باندھ دیا۔ رَبَطَ

جَاْشُهٗ (رِبَاطَةً) کے معنے ہیں اِشْتَدَّ قَلْبُهٗ

اس کا دل مضبوط ہو گیا۔ رَبَطَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهٖ

صَبَّرَهٗ۔ اللہ نے مصائب کے برداشت کی اسے

طاقت دی اور قدم نہ لڑکھڑانے دیا۔ (اقرب)

شَطَطًا ۱ شَطَطًا: شَطَّ (شَطَطًا) کے معنے ہیں۔

جَارَ۔ ظلم کیا۔ اَفْرَطَ۔ زیادتی کی۔ شَطَّطَ فِیْ

سِلْعَتِهٖ شَطَطًا: جَاوَزَ الْقَدْرَ الْمَحْدُوْدَ

اپنے سامان میں مقررہ اندازہ سے بڑھ گیا۔ تَبَاعَدَ

عَنِ الْحَقِّ حق سے دور ہو گیا۔ شَطَّ فِی السَّوْمِ۔

غَالٰى فِی الثَّمَنِ قیمت کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا۔

نیز شَطَطٌ کے معنے ہیں مُجَاوَزَةُ الْقَدْرِ

الْحَدِّ۔ حد اور اندازہ سے آگے گذر جانا۔ (اقرب)

تفسیر۔ باوجود اس کے کہ بادشاہ اور رعایا

سب ہی ان کے مخالف تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے

دل کو طاقت دی اور صبر بخشا۔ اور وہ سب کے

مقابل پر کھڑے ہو کر اپنے عقیدہ کا اظہار کرتے رہے۔

۱۳؎ حل لغات۔ سُلْطٰن کے لئے دیکھو

ابراہیم ۱۱؎۔

بَيِّنٍ: اَلْبَيِّنُ۔ اَلْوَاضِحُ۔ اَلْجَلِيُّ۔

بالکل واضح۔ (اقرب)۔

تفسیر۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے نزدیک جس

قوم میں سے اصحاب کہف نکلے تھے وہ بت پرست تھی اور کئی معبود انہوں

نے بنائے ہوئے تھے۔ یہی حال روم کا تھا۔ ان میں بھی کئی بت پوجے جاتے تھے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ موحدوں کی جماعت کوئی

پراگندہ نوجوان نہ تھے۔ بلکہ ایک مذہب سے تعلق رکھتے تھے اور

آپس میں ملتے رہتے تھے۔ کیونکہ اس آیت کا مضمون بتاتا ہے کہ

وہ لوگ یہ باتیں باہم علیحدگی میں کیا کرتے تھے۔